© rasailojaraid.com

کسی اور ہی نقطۂ نظر سے دیکھ رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے یہ پوزیشن پسند نہیں کی۔ اس بات کو انھوں نے "جنتی" اور "حور" کے مابین "فطری کشش" اور "راحت اور خدمت کا حق" وغیرہ کے ملفوف انداز میں ادا کیا ہے۔ کیا جنت کا یہ جنسی تصور جنت کی توہین تو نہیں؟

۹۔ قرآن حکیم میں جنت کی نعمتوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ یعنی کوئی آدمی بھی ان نعمتوں کو نہیں جانتا جو ان بندوں کے لیے چھپائے رکھی گئی ہیں، اور جن میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے"۔ لیکن مودودی صاحب کی اس تفسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان نعمتوں کی حقیقت اور اصلیت کو جانتے ہیں۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جناب کا ذریعۂ معلومات کیا ہے؟

ہم حضرت مولانا سے اپیل کریں گے کہ اب جب کہ انھوں نے یہ بحث چھیڑ دی ہے تو وہ ہمارے ان سوالات کا جواب بھی عطا فرما دیں۔ اور اگر وہ ان کا جواب نہ دے سکیں تو پھر خدا کے لیے ٹھنڈے دل سے کسی لمحۂ فرصت میں غور فرمائیں کہ اس طرح کی من مانی تشریحات سے وہ اسلام کی کیا خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح ان کی طبع جدت پسند کی تو تسکین ہو جاتی ہوگی، مگر ہماری نوجوان نسل کے شکوک و شبہات کا کیا بنے گا غیر مسلم دنیا کیا کہے گی؟ کاش کہ مولانا صاحب علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا مصداق بننے کی کوشش نہ کرتے ؎

احکام ترے حق ہیں، مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا دیتے ہیں پاژند

(روزنامہ حریت، ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴ کراچی)

یہ ہیں "حور و غلمان"، جن کا ذکر جنت کی نعمتوں میں بار بار کیا گیا ہے۔ روایتی ذخیرہ میں حوروں کے حسن و جمال کا ذکر ہے اور غلمان کی اطاعت شعاری اور خدمت کا بیان موجود ہے۔ خدا بھلا کرے مودودی صاحب کا کہ جن کے ارشادات سے پتہ چلا ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حور و غلمان کفار کی اولاد میں سے ہیں۔ گویا مؤمنین دشمنانِ دینِ متین سے اگر نبٹ نہ سکے اور اس عالم آب و گِل میں شکست کھا گئے تو کیا ہوا؟ جنت میں وہ سب حساب کتاب ان کی اولاد سے صاف کریں گے! کیا؟ یہ ہے جنت؟ اور اس کا ماحول؟ سچ کہا غالبؔ نے ؎

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت، لیکن
دل کے بہلانے کو غالبؔ، یہ خیال اچھا ہے

شاہ ولی اللہ رح کی تعلیم (اردو)

از

پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم۔ اے سابق صدر شعبۂ عربی سندھ یونیورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہ رح کی پوری تعلیم کا احصاء کیا ہے، اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ پہلا اڈیشن ختم ہوگیا ہے اور قدر دان پڑھنے والوں کے اصرار پر دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ معیارِ طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد ریاض

شیخ یعقوب صرفی

مذہبی فرقہ بندی کی مخالفت کے آئینے میں

حضرت شیخ یعقوب صرفی دسویں گیارہویں صدی ہجری کے عظیم صوفیہ، علماء اور مصلحین میں سے ایک تھے۔ انھوں نے برصغیر کے اکثر علاقوں میں گزر فرمایا۔ ایرانِ قدیم کے مختلف شہروں میں گئے، دو بار حج کیا اور ممالکِ عرب کی سیاحت فرمائی کئی معاصر علماء اور صوفیہ سے ملاقات کی۔ برصغیر، خصوصاً وادئ جموں و کشمیر اور ایران میں مذہبی فرقہ بندی کی کشمکشوں کو ختم کروانے یا کم از کم معتدل بنانے کی خاطر انھوں نے بڑی کوشش کی۔ وادئ مذکور کے خلفشار و انتشار کو ختم کرنے کی خاطر انھوں نے اکبرِ اعظم کو مداخلت کرنے پر مائل کیا اور اس خطے کو سلطنت مغلیہ کا ایک جزو بنوایا۔

صرفی عربی صرف و نحو کے ماہر، متداول علوم و فنون کے متبحر، عظیم مصنف اور فارسی کے عرفانی شاعر تھے۔ انھوں نے کئی باکمال اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اور خود نامور تلامذہ کی تربیت فرمائی۔ ان کے ارشد تلمیذوں میں حضرت شیخ احمد سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانیؒ بھی شامل ہیں۔

اکبری عہد کا نامور شاعر، ملک الشعراء ابوالفیض فیضی فیاضی اور اس عہد کا معروف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤرخ ملا عبدالقادر بدایونی دونوں صرفی کشمیری کے قدردان احباب میں سے تھے۔ صرفی اس پائے کے بزرگ تھے کہ انھوں نے معاصر اعیان و اکابر اور بادشاہوں پر بھی اثر ڈالا۔ اس عظیم روحانی علمی اور ملی شخصیت کے بارے میں چند تفصیل اشارے ارباب ذوق کی خاطر امید ہے کہ مفید رہیں گے۔

حیاتِ صرفی

مفتی محمد شاہ سعادت نے ہمارے اس ذیلی عنوان پر ایک پوری کتاب لکھی ہے، اس کے مطابق صرفی ۹۲۸ھ[1] میں نواح سرینگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خواجہ حسن عاصمی کے ہاں سات فرزند تھے صرفی ان میں دوسرے درجے پر تھے۔ آپ گنائی خاندان سے منسلک تھے "گنائی" سنسکرت میں اہل قلم کو کہتے ہیں۔ اور خاندان صرفی اس لقب کا سزاوار تھا۔[2]

یعقوب صرفی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ ملا محمد آفاقی کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ملا موصوف، مولانا عبدالرحمٰن جامی (م ۸۹۸ھ) کے شاگرد تھے۔ صرفی نے حافظ بصیر (م ۹۳۳ھ۔ جو نابینا تھے) اور محلہ قطب الدین پورہ کی درگاہ کے نامور استاذ ملا آزی سے خصوصی استفادہ کیا۔ موخرالذکر نے عربی علم صرف میں شیخ یعقوب کو وہ تبحر حاصل کرادیا جس کی بنا پر وہ "صرفی" کہلائے۔ اور اس لقب کو اپنا تخلص بنایا۔ ملا آزی ۹۵۵ھ میں فوت ہو گئے تھے۔

صرفی نے ۱۸ برس کی عمر میں متداول علوم و فنون میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ سات یا بقول بعض دس برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ علمی کمال کے باوجود آپ ممالک اسلامی کے علماء سے مزید استفادے کے آرزومند تھے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ۹۴۶ھ میں انھوں نے سمرقند کا سفر اختیار کیا۔ اور وہاں جا کے

---

[1] ۹۰۸ھ بھی آپ کا سال ولادت بتایا جاتا ہے۔

[2] محمد الدین فوق، تاریخ اقوام کشمیر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لیے اپنے والدین اور اساتذہ کو بمشکل راضی کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں جانے کے ضمن میں ایک رویائے صادقہ نے آپ کو بے قرار کر دیا تھا۔

مفتی شاد سعادت، حیات صرفی (۱۹۸۰ء) میں لکھتے ہیں کہ صرفی صاحب ضیاع تھے۔ والد نے انھیں زمینوں کی دیکھ بھال کے کام میں لگا رکھا تھا۔ ایک دن آپ کھیت میں نماز میں مشغول تھے کہ والد نے انھیں دیکھ لیا اور اس بات کا برا منایا۔ صرفی نے اپنی اضطراری حالت بیان کی۔ دوسرے دن صبح کی نماز میں خانقاہ معلی سرینگر میں آپ پر گریہ کی طاری ہو گئی جو نماز عصر تک باقی رہی۔ اسی دوسری رات آپ کو حضرت میر سید علی ہمدانی اور شیخ حسین خوارزمی کی زیارت نصیب ہوئی۔ سید علی اپنے مرید سید خلیل کو فرما رہے تھے:

اس گریہ یابی کو پکڑو کر ... کر لیے

صرفی نے اس خواب کے نتیجے میں سمرقند جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ حضرت سید علی ہمدانی کے مزار واقع کولاب (تاجکستان) پر حاضری دی اور وہاں سے شیخ حسین خوارزمی کی خدمت میں سمرقند گئے۔ وہاں کی خانقاہ میں آپ نے خدمت کی، چلہ کی تربیت پائی اور اپنے مریدوں میں شامل کر کے مجاز بنا دیا۔ شیخ حسین خوارزمی (م ۹۵۶ھ یا ۹۵۸ھ) اس زمانے کے باکمال اولیاء اللہ میں سے تھے۔ صرفی نے ان سے خرقہ حاصل کیا اور ان کی مسند ارشاد پر بیٹھنے کی سعادت پائی تھی۔ انھوں نے وہاں شیخ احمد جندی سے بھی ظاہری اور باطنی علوم استفادہ کیا تھا۔

پہلا سفر حج

صرفی شیخ حسین خوارزمی کے ساتھ سمرقند سے ہی پہلے سفر حج پر روانہ ہوئے تھے مگر بظاہر وہ ایک بار وطن لوٹ کر دوسری بار سمرقند گئے اور شیخ کی معیت اختیار کی۔ حرمین شریفین کے بزرگ، صرفی کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے۔ شیخ ابن حجر مکی سے آپ

---

۱۵ حیات صرفی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے درس حدیث لیا اور خرقۂ خلافت پایا تھا۔ واپسی پر آپ مشہد تشریف لائے اور شاہ طہماسپ صفوی سے ملاقات کی [۱]۔ نوجوان صرفی نے شاہ کو فرقہ بندی کی پالیسی ترک کرکے اور سنی و شیعہ مسلمانوں کو یکساں سلوک کا مستحق قرار دینے پر زور دیا۔ صرفی کی اس تلقین پر صفویوں کے جانشین نادرشاہ افشار نے خوب عمل کیا تھا۔

نادر آں دانائے رمزِ اتحاد
بہ مسلماں دادِ پیغامِ وداد (اقبالؔ)

صرفی مشہد سے بغداد گئے اور علمی و روحانی سیاحت کے بعد وطن لوٹے ۹۵۴ھ میں آپ نے شادی کی۔ آپ کے ہاں محمد یوسف نام کے ایک بیٹے کا ذکر ملتا ہے۔ مثنوی وامق و عذرا میں آپ نے اسے مخاطب جان کر بعض نصائح لکھی ہیں۔ مذکورہ مثنوی ۹۹۳ھ کی تصنیف ہے۔

ہند میں گزر

صرفی نے کئی بار ہند میں گزر فرمایا ہے۔ انھوں نے سیالکوٹ، لاہور، لدھیانہ پانی پت، ملتان، دہلی، آگرہ، جونپور، میوات، اجمیر، جودھپور، گجرات، کاٹھیاواڑ، سرہند اور احمد آباد جانے کا خود ذکر کیا ہے [۲]۔ ملک زین الدین احمد آبادی اور شیخ محمود سے آپ نے درسِ حدیث لیا تھا۔ آگرہ میں آپ نے شیخ سلیم چشتی سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ آپ نے ایک سفرِ حج بھی انجام دیا تھا۔ فیضی اور عبدالقادر بدایونی سے آپ کی دوستی کا اشارہ ہو چکا۔ آپ عبدالقادر بدایونی کے ہاں مہمان رہا کرتے اور یہ مؤرخ کشمیر جاتا تو صرفی کے ہاں ٹھہرتا۔ اس نے منتخب التواریخ میں صرفی کا دوبار ذکر کیا اور تصریح کی کہ شاہنشاہ ہمایوں اور اکبر صرفی کی سیاسی بصیرت اور استعداد کے بے حد قائل تھے۔ شاہ طہماسپ نے بھی ہمایوں سے صرفی کی بصیرت کا ذکر کیا تھا۔ اکبر سے اُن کا

۱؎ سعید نفیسی: تاریخ نظم و نثرِ فارسی در ایران و در زبانِ فارسی جلد ۲ "صرفی کشمیری"۔

۲؎ مسالک الاخیار۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رابطہ ابوالفضل اور فیضی کے توسط سے تھا۔ اول الذکر اکبرنامے میں لکھتا ہے کہ

"اس دور میں دینی مسائل پر گفتگو کرنے کی بہترین سند صرفی کو حاصل ہے۔"

فیضی نے اپنی معروف بے نقط تفسیر قرآن ("سواطع الالہام) لکھی تو صرفی سے اس پر دیباچہ لکھنے کو کہا۔ شیخ کا جو دیباچہ دستیاب ہے، یہ آپ نے فی البدیہہ لکھا اور فیضی کو محوِ حیرت کردیا تھا۔[۵۱]

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ شیخ صرفی نے ابوالفضل اور فیضی وغیرہما سے دوستی کے باوجود ان کے اباحی اور گمراہانہ افکار و نظریات کی کبھی حمایت نہیں کی۔ عبدالقادر بدایونی کی مانند وہ بھی دینِ الٰہی کی گمراہی کے خلاف لکھتے اور کہتے رہے ہیں۔

صرفی کے ایک سفرِ ہند کے دوران حضرت شیخ احمد سرہندی مجددِ الفِ ثانیؒ نے ان سے سندِ حدیث لی تھی۔

وسیع سیاحت

حضرت صرفی کے بارے میں تذکرہ نویس متفق ہیں کہ آپ نے چالیس[۴۰] بڑے اسلامی شہروں میں گزر فرمایا۔ اور انھی علماء و اعیان سے ملاقات کی ہے۔ عجم و عرب کے دیگر شہر جن میں انھوں نے وسیع سیاحت فرمائی ان میں تبریز، کاشان، قزوین، ہرات، سمنان، بخارا، کابل، بلخ، بدخشان، سبزوار، خوارزم، مرو، حضرموت، یمن، کربلائے معلّی اور حلب کا ذکر ابھی تک نہیں کیا گیا۔[۵۲]

وادیِ جموں و کشمیر اور اس کے نواحی وسیع علاقے، صرفی کے طے کیے ہوئے تھے وہ محلہ دیوگجن میں شیخ سلطان کی مشہور خانقاہ میں عبادت فرماتے مگر تبلیغ و اصلاح کے لیے دُور کے سفر کا بھی وقت نکالتے رہے ہیں۔ ممالک عرب میں سیاحت کے دوران

---

۵۱ عبدالقادر سروری: کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ "عہد چک"۔

۵۲ محمد اعظم دیدہ مری: واقعاتِ کشمیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرفی نے علماء سے خصوصی استفادہ کیا تھا۔ دوسرے حج کے دوران جس سے آپ ۹۸۳ھ میں واپس کشمیر لوٹے تھے، آپ نے مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالعزیز اور مولانا حاذق طرمی سے ملاقات کی۔ شیخ حسین مروی سے آپ نے حضرت ابن عربی کی فصوص الحکم سبقاً سبقاً پڑھی اور شیخ فتح اللہ سے فتوحات مکیہ کو پڑھا۔ مدینہ منورہ میں علامہ حمید نام کے دو بزرگ شیوخ اور صوفیہ نے صرفی پر خصوصی اثرات ڈالے۔ حضرموت کے شیخ عبداللہ، محمد الرمانی، ابو سعید اور محمد علی کے اثرات کا اعتراف انھوں نے اپنے اشعار میں بھی کیا ہے۔

اسلامی ممالک میں گھومنے اور علماء و فضلاء سے ملاقاتوں نے صرفی کے کمالات کو اجاگر کر دیا ہے۔

حیثیت مصنف

شیخ صرفی بہت بڑے مصنف تھے۔ ان کی متعدد تصانیف ہیں جن میں چند ایک کے نام ہم لکھ رہے ہیں:-

۱۔ تفسیر قرآن:- یہ تفسیر امام رازی کی تفسیر کبیر کی مانند مفصل ہے مگر نامکمل رہی۔ اس عرفانی تفسیر کا نام "مطلب الطالب" ہے۔

۲۔ شرح بخاری شریف

۳۔ روائح:- جامی کی لوائح کے اسلوب پر ہے۔

۴۔ رسالہ اذکار و مناسک حج

۵۔ رسالہ تصوف:- اس رسالے میں اکل حلال اور حقوق العباد کی خصوصی تلقین ملتی ہے۔

۶۔ حاشیہ توضیح و التلویح

عرفانی شاعر

صرفی کا مکمل دیوان ہنوز چھپا نہیں مگر ان کی عارفانہ غزل، قصیدہ، نعت، منقبت اور رباعیات کے کئی منتخبات شائع ہو چکے ہیں۔ کاشر (جلد اول و دوم)، تذکرہ شعرائے کشمیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرتبہ پیر سید حسام الدین راشدی، کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ، برگزیدہ ای از شعرائے کشمیر مؤلفہ ڈاکٹر گ۔ ل۔ ٹیکو اور ایران کبیر و ایران صغیر وغیرہ کتب میں ان کے اشعار کی خاصی تعداد موجود ہے۔ ان کا کلام، اساتذہ شعرا کے مانند ہموار، مؤثر اور فنی خوبیوں سے مملو ہے۔ یہاں دو غزلوں کا مختصر انتخاب درج کیا جا رہا ہے۔

گر ببیند گل رخسار از چشم سوئے گلزار ما
یارب کہ محشر کا نہا شود در چشم من چوں خار ما
در بزم عیش مطربا چنگ و رباب خویش را
از شعلہ جان ما باید کہ سازی تار ہا
یارب چرا از من رمید آں شوخ دیبا پیکر آں سید
یکبار ہم سوئے ندید آشنا بسو خویش یار ما
کار قیامت چوں نمود لیلی، ہر دو زمان عشق من
از دست بیکاری چنین تا کرد ام آزار ما
گل منفعل از روئے تو، سرو از قد دلجوئے تو
بلبل چو صرفی سوئے تو رو کرد از گلزار ما

می کشی ہر بیگناہی جز من درویش را — وہ کہ می دانم من مسکین گناہ خویش را
غایت لطف است از کشتن بہ شمشیر جفا — بر من است این لطف باری آن جفا اندیش را
خلق در اندیشہ دنیا و فکر آخرت — نیست پروائے دو عالم صرفی درویش را

جامی ثانی

صرفی، جامی سے ایک سلسلے کے ذریعے منسلک ہو جاتے ہیں۔ ان کی تصانیف اور دیوان میں جامی کا رنگ جھلکتا ہے، مگر اس کا سب سے بڑا نمونہ ان کا خمسہ ہے۔ فارسی

۱؎ شائع کردہ آئینہ ادب چوک انارکلی لاہور ۱۹۷۱ء۔ اس کتاب کے مشمولہ پانچ مقالوں میں سے دو راقم الحروف کے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں خمسہ نگاری کی بنیاد، نظامی گنجوی (م تقریباً ۶۱۴ھ) کے ذریعے ہوئی۔ حضرت امیر خسرو دہلوی (م ۷۲۵ھ) اور مولانا جامی نے نظامی کی تقلید میں اپنی طبیعت کے جوہر دکھائے صرفی کا "خمسہ" چوتھا نمونہ ہے۔ انھوں نے نظامی پر توجہ رکھی مگر اپنی افتادِ طبع کے مطابق دین و عرفان کی باتیں نظم کی ہیں۔ ان کے خمسہ (پنج گنج) میں مندرجہ ذیل پانچ مثنویاں شامل ہیں:۔

۱۔ مسلک الاخیار ۲۔ مقاماتِ مُرشد

۳۔ لیلیٰ مجنوں ۴۔ مغازی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵۔ وامق و عذرا

پہلی دو مثنویاں شاعر کے روحانی تجربات، اس کے سوانح اور اس کے مرشدوں کے مراتب کے ذکر پر مشتمل ہیں۔ مسلک الاخیار کو نظامی کے مخزن الاسرار کا جواب سمجھنا چاہیے۔ دوسری مثنوی میں حضرت شیخ حسین خوارزمی اور ان کے سلسلۂ طریقت (کبروی) کے بزرگوں کا ذکر ہے۔ تیسری اور پانچویں مثنویاں نیم عاشقانہ نیم عارفانہ ہیں، لیلیٰ مجنوں کا قصہ معروف انداز میں بیان ہوا ہے۔ وامق و عذرا کی داستان منفرد ہے، اس نام کی داستانوں کے فارسی، ترکی، اور کشمیری مجموعوں کے بارے میں مولوی ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم نے اعلیٰ ترین تحقیق پیش کر دی ہے[1] ڈاکٹر محمد جعفر محجوب نے چند دیگر فارسی داستانوں کا اضافہ کروایا[2]۔ صرفی کی مثنوی وامق و عذرا میں مذکور قصہ یمنی اور رومی کردار پر مشتمل ہے اور یہ ۱۸۸۹ء میں نول کشور پریس سے شائع ہو چکی۔ (فسانۂ وامق و عذرا کی ایک جلد پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے)۔ چوتھی مثنوی ۱۰۰۱ھ میں لکھی گئی اور یہ نظامی کی مبالغہ آمیز مثنوی اسکندر نامہ کا تاریخی حقائق پر مبنی جواب ہے۔ مثنوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بیان پر مشتمل ہے اور بقول شاعر

---

[1] وامق و عذرا عنصری لاہور ۱۹۶۷ء [2] مجلہ سخن تہران کے دو شماروں کے ذریعے، دیکھیے ماہنامہ ادبی دنیا لاہور اپریل ۱۹۶۲ء میں راقم الحروف کا مقالہ۔

© rasailojaraid.com